بات ہے کہ ﴿ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ [۳۷] (آل عمران : ۵۴) کے مصداق آخری فتح حق و صداقت ہی کی ہو گی۔ اور خیر و شر کے مابین ہونے والے اس آخری عظیم معرکے میں، جس کا نام بائبل میں "ARMAGGADON" اور حدیثِ نبویؐ میں "اَلْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى" ہے، اور جس کی کوئی جھلک علامہ اقبال نے بھی دیکھ لی تھی جب انہوں نے فرمایا تھا کہ:

دُنیا کو ہے پھر معرکۂ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مؤمن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا!

اس میں بالآخر ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾ [۳۸] (بنی اسرائیل : ۸۱) کے مصداق حق ہی غالب آئے گا!

رحمِ مادر میں نسلِ انسانی کے ہر فرد
کے ضمن میں آغازِ حیات سے تاجپوشی آدم علیہ السلام تک
کے طویل سفر کا خوردبینی اعادہ!

روئے ارضی پر حیات کا آغاز ایک ایسے خوردبینی جرثومے سے ہوا تھا جو صرف ایک خلیئے (CELL) پر مشتمل تھا۔ وہاں سے حیوانِ انسان (HOMO SAPIENS) تک کا سفر لکھوکھا برس میں طے ہوا —— لیکن اس

---

۳۷) "اور انہوں نے خفیہ تدبیریں کیں تو (جواب میں) اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی، اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔"

۳۸) "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو یقیناً مٹنے ہی والا ہے۔"

کے بعد نسلِ آدمؑ میں دوسرے حیوانات کی مانند جو سلسلۂ توالد و تناسل جاری ہوا' اس کے ضمن میں دوسرے حیوانات سے بالکل جداگانہ اور ممیّز مرحلہ وہ آتا ہے جب رحمِ مادر میں پرورش پانے والے ابنِ آدم کے ہر جنین (EMBRYO) کی آدمؑ ہی کی طرح "تاچوشی" ہوتی ہے' اور اس میں بھی اس کی وہ "رُوح" لا کر پھونک دی جاتی ہے' جو اس وقت تک "مخزنِ ارواح" میں محو خواب تھی!

قرآن حکیم میں علمِ جنین (EMBRYOLOGY) کے جو حوالے آئے ہیں' انہوں نے واقعہ یہ ہے کہ ماہرینِ علمِ جنین کو حیرت زدہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں کینیڈا کے دو ماہرینِ علمِ جنین کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ چنانچہ یونیورسٹی آف ٹورنٹو سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر کتھ ایل مور' جن کی علمِ جنین پر دو تصانیف اکثر یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہیں' اور ڈاکٹر رابرٹ ایڈورڈز' جو ٹسٹ ٹیوب بے بی کے ضمن میں شہرت یافتہ ہیں' دونوں نے نہایت متحیرانہ انداز میں گواہی دی ہے کہ قرآن حکیم نے رحمِ مادر میں انسانی جنین کی درجہ بدرجہ پرورش کی جو نقشہ کشی کی ہے وہ ان معلومات کے ساتھ حیرت ناک حد تک مطابقت رکھتی ہے جو خوردبین کی ایجاد کے بعد حال ہی میں انسان کے علم میں آئی ہیں۔

قرآن حکیم میں انسانی جنین کے مدارجِ ارتقاء کے حوالے یوں تو بہت سے مقامات پر آئے ہیں لیکن بلاشبہ ان کے ذروۂ سنام کی حیثیت حاصل ہے سورۃ المومنون کی آیات ۱۲ تا ۱۴ کو! جن میں تخلیق انسانی کو اولاً چار بڑے مراحل پر مشتمل قرار دیا گیا' جن کو کلمۂ "ثُمَّ" کے ذریعے ایک دوسرے سے متمیّز کیا گیا —— پھر ان میں سے ایک یعنی تیسرے بڑے مرحلے کو چار چھوٹے مراحل میں تقسیم قرار دیا گیا' جنہیں ایک دوسرے سے متمیّز کیا گیا صرف کلمہ

"فَ" کے ذریعے۔ (گویا تین آیات میں تین ہی بار "ثُمَّ" وارد ہوا' اور تین ہی مرتبہ کلمۂ "فَ"۔) —— اس تمہید کے بعد غور فرمایئے کہ پہلا بڑا مرحلہ بیان ہوا ان الفاظ میں کہ : ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ﴾ یعنی "ہم نے پیدا کیا انسان کو گارے سے کشیدہ شدہ خلاصے سے!" پھر دوسرا بڑا مرحلہ بیان ہوا' یعنی : ﴿ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ﴾ یعنی "پھر ہم نے اسے ایک مضبوط جائے قرار (یعنی رحم مادر کی محکم فصیل یا دیوار) میں ایک بوند کی شکل میں رکھا!" —— پھر تیسرے بڑے مرحلے کی تفصیلات آئیں جو چار چھوٹے مراحل میں منقسم ہے' یعنی : ﴿ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ﴾ یعنی "پھر ہم نے اس بوند کو (جونک کی مانند) لٹکی ہوئی شکل دے دی' پھر اس لٹکی ہوئی شے کو ہم نے گوشت کے ایک (چبائے ہوئے) لوتھڑے کی صورت دے دی' پھر ہم نے اس لوتھڑے میں ہڈیاں بنادیں' اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا" —— اور آخر میں پھر "ثُمَّ" کے فصل کے ذریعے چوتھے اور آخری بڑے مرحلے کا ذکر فرمایا گیا ان الفاظ مبارکہ میں کہ : ﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط ﴾ یعنی "اس کے بعد ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا کھڑا کیا!" —— اور آخر میں فرمایا : ﴿ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ﴾ —— "پس بہت ہی بابرکت ہے اللہ جو بہترین تخلیق فرمانے والا ہے!"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط ﴾ سے مراد کیا ہے؟ اس کے جواب کے لئے اپنے تعقل و تفکر یا تصور و تخیل کے گھوڑے دوڑانے کی بجائے رجوع کرنا چاہئے اُس ہستی کی جانب جس کے فرائضِ منصبی میں یہ داخل ہے کہ قرآن کے اجمال کی تفصیل اور ابہام کی تبیین فرمائیں' بلفحوائے :

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ .... ﴾ (۳۹) (النحل : ۴۴)
—— فصَلَّی اللّٰہ علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہٖ وسلَّم! چنانچہ بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے روایت کیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ فرمانِ نبویؐ کہ :
((اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً نُطْفَةً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ یُرْسَلُ اِلَیْهِ الْمَلَكُ فَیَنْفُخُ فِیْهِ الرُّوْحَ....)) یعنی "تم میں سے ہر شخص کی تخلیق اس طور سے ہوتی ہے کہ وہ رحمِ مادر میں چالیس روز تک نطفہ کی صورت میں ہوتا ہے' پھر اتنی ہی مدت عَلَقہ کی صورت میں' اور پھر اتنا ہی عرصہ مُضغہ کی صورت میں' اور پھر فرشتے کو بھیجا جاتا ہے جو اس میں "رُوح" پھونک دیتا ہے!" —— گویا یہ ہے ابنِ آدم کی وہ "تاجپوشی" جس کے بعد وہ حقیقتاً "آدمی" قرار پاتا ہے۔ جبکہ اس سے قبل وہ رحمِ مادر میں صرف "حیوانِ انسان" کے ارتقائی مراحل طے کر رہا تھا!

اب سوائے اپنے سر کو پیٹنے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے اس پر کہ جدید علوم سے بے بہرہ اور علم الحیات (BIOLOGY) کی ابجد سے بھی ناواقف "علماء" ہی نہیں' اچھے بھلے جدید تعلیم سے آراستہ و پیراستہ انسان بھی یہاں "رُوح" سے مراد زندگی یا "جان" لے لیں! جبکہ علم الحیات کی ابجد سے واقف ہر بچہ بھی جانتا ہے کہ نہ صرف وہ "نُطْفَةٌ اَمْشَاجٌ" جو رحمِ مادر میں پرورش پاتا ہے' بلکہ والد کی جانب سے آنے والا جرثومہ (SPERM) اور والدہ کا بیضہ (OVUM) جن کے امتزاج سے وہ نطفۂ امشاج وجود میں آتا ہے' دونوں "حیات" سے پوری طرح متّصف ہوتے ہیں —— بلکہ والد کی جانب سے آنے والا "سپرم" تو نہ صرف

(۳۹) "اور (اے نبی!) یہ ذکر آپ پر نازل کیا گیا ہے' تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جائیں جو ان کے لئے اتاری گئی ہے۔"